ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

"اُردو رپور تاژ نگاری کی صنفی شناخت: تاریخ، فکری جہات اور اسلوبیاتی جائزہ"

ڈاکٹر سامیہ کومل

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ایمرسن یونیورسٹی ملتان

شاہد صادق

Shahidshahidsadiq53@gmail.com

منیر احمد

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر شُعبہ ،اُردو بہاالدین زکریایونیورسٹی،ملتان

Munirahmad31000@gmail.com

Abstract:

In Urdu literature, reportage (ṛipōrtāj) has emerged as a genre that builds an intellectual and aesthetic bridge between journalism and creative writing. This research study examines the generic identity, historical evolution, intellectual dimensions, and stylistic features of reportage as a distinct prose form. Writers such as Krishan Chander, Saadat Hasan Manto, and Ahmad Nadeem Qasmi have elevated the genre to literary prominence, while contemporary voices like Mahmood Shaam and Hassan Nisar have sustained its relevance in the modern context.

Reportage is not merely the reporting of events; rather, it is an aesthetic and intellectual expression that creates a meaningful dialogue between the individual and society. With its narrative depth, satire, vivid imagery, and cultural consciousness, reportage stands as a dynamic and complete genre within Urdu prose. This study highlights how reportage opens new literary pathways and explores its promising potential for future development in Urdu literature.

Keywords:

Urdu Reportage,Literary Journalism,Genre of Urdu Prose,Krishan Chander,Narrative Technique,Stylistic Features,Cultural Consciousness,Socio-political Commentary,Urdu Literary Criticism,Reportage and Aesthetics.

رپورتاژ ایک ایسی نثری صنف ہے جو رپورٹنگ اور افسانوی بیانیہ کے امتزاج سے وجود میں آتی ہے۔ اردو میں یہ اصطلاح فرانسیسی لفظ "*reportage*" سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب کسی واقعے کی چشم دید اور جزئیاتی رپورٹ ہوتا ہے، لیکن ادبی پیرائے میں۔ رپورتاژ محض اطلاعاتی تحریر نہیں بلکہ اس میں مشاہدہ، تجربہ، جذبات اور اسلوب کی ہم آہنگی ضروری ہے۔ یہ ایک بیانیہ نثر ہے جس میں قاری کو محض خبر نہیں دی جاتی بلکہ وہ منظر کے اندر شریک کیا جاتا ہے۔

"رپورتاژ وہ تحریر ہے جو کسی واقعے کی تفصیل کو ایسی زبان میں بیان کرتی ہے کہ قاری خود اس واقعے کا حصہ محسوس کرنے لگے"۔(1)

اردو ادب میں رپورتاژ کی ابتدا بیسویں صدی کے وسط میں ہوئی، جب ترقی پسند تحریک زوروں پر تھی۔ ترقی پسند ادیبوں نے سماجی، سیاسی اور انقلابی نظریات کو ایسے اسلوب میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی، جو نہ صرف فکری ہو بلکہ عام فہم اور جاندار بھی ہو۔ کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، اور احمد ندیم قاسمی جیسے ادیبوں نے اس صنف کو عملی صورت دی۔

یہ صنف مغربی ادب سے مستعار تو ضرور تھی، لیکن اردو میں اس نے اپنی جداگانہ شناخت پیدا کی۔ اردو رپورتاژ نگاری نے قومی سانحات، تہذیبی مسائل اور انسانی المیوں کو ایسا بیان دیا جو نہ صرف حقیقت پسندانہ تھا بلکہ فنی معیار پر بھی پورا اترتا تھا۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

رپورتاژ کو افسانہ، کالم یا مضمون سے اس لیے ممتاز کیا جاتا ہے کہ اس میں "زندہ تجربہ" اور "موقع پر موجودگی" کی کیفیت غالب ہوتی ہے۔ افسانہ تخیل پر مبنی ہوتا ہے، مضمون تجزیاتی، اور کالم تاثراتی۔ رپورتاژ ان تینوں سے الگ ہو کر ایک مکمل بیانیہ حقیقت بن جاتی ہے، جس میں صداقت اور اسلوب دونوں کی ہم آہنگی درکار ہوتی ہے۔

اردو ادب میں رپورتاژ نگاری کو جو مقام حاصل ہوا، اس کا زیادہ تر سہرا ترقی پسند تحریک کے سر جاتا ہے۔ اس تحریک نے ادب کو عوامی بنانے کا بیڑا اٹھایا اور اسی کے نتیجے میں رپورتاژ جیسی صنف پروان چڑھی۔ ترقی پسند رائٹروں نے لکھنے کا ایسا اسلوب اختیار کیا جو زندہ، رواں اور فکر انگیز تھا۔ اس صنف نے انسانی مسائل، طبقاتی تضاد، اور قومی بحرانوں کو موثر انداز میں پیش کیا۔

"رپورتاژ نگاری نے ترقی پسند ادب میں وہ خلاء پُر کیا جو بین السطور مشاہدے اور فکری اظہار کے درمیان تھا"۔(2)

کرشن چندر کو اردو رپورتاژ نگاری کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ ان کی رپورتاژیں صرف بیان نہیں بلکہ بیانیہ ادب کی عمدہ مثال ہیں۔ انہوں نے نہ صرف تقسیم ہند جیسے نازک موضوعات پر لکھا بلکہ غربت، ظلم، مہنگائی اور طبقاتی ناانصافی کو بھی بھرپور انداز میں اجاگر کیا۔ ان کی زبان میں جذبات کی شدت، منظر نگاری کی مہارت، اور سادگی کا امتزاج نظر آتا ہے۔

اردو رپورتاژ نگاری نے صحافت اور ادب کے درمیان ایک فکری پُل قائم کیا۔ جہاں ایک طرف وہ خبر اور واقعے کی صداقت سے جڑی ہوتی ہے، وہیں دوسری طرف اس میں ادبی اسلوب، استعاراتی زبان اور تخلیقی اظہار کی جھلک بھی نمایاں ہوتی ہے۔ یہی دوہرا کردار رپورتاژ کو ایک موثر ادبی ذریعہ بناتا ہے۔

رپورتاژ نگاری کی فکری بنیاد حقیقت پر مبنی مشاہدے اور داخلی تاثر کے امتزاج پر استوار ہوتی ہے۔ یہ نہ صرف کسی واقعے، حادثے یا منظر کی رپورٹ ہے بلکہ اس کی تہہ میں ایک شعوری کوشش کارفرما ہوتی ہے کہ واقعاتی سچائی کو فنکارانہ انداز میں اس طرح پیش کیا جائے کہ قاری صرف صورتِ حال سے باخبر نہ ہو بلکہ اس کا حصہ بھی بن جائے۔ یہی امتزاج اسے صحافتی رپورٹ سے ممتاز کرتا ہے۔ اردو میں رپورتاژ نگار ایسی زبان کا انتخاب کرتے ہیں جو نہ صرف بیان کو جاندار بناتی ہے بلکہ جذبات اور فکری تاثرات کو بھی موثر طور پر منتقل کرتی ہے۔

"رپورتاژ نگاری میں وہ تمام لوازم شامل ہوتے ہیں جو کسی اچھی اور کامیاب نثری تحریر کے لیے ضروری ہیں۔ اسلوب، لہجہ، اندازِ بیان، زبان کی سلاست، محاکات، منظر کشی اور جزئیات نگاری، یہ سب اس کا لازمی جزو ہیں"۔(3)

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ رپورتاژ محض فنی ڈھانچہ نہیں بلکہ ایک فکر اور نظریہ رکھتی ہے، جو تحریر کو صحافت سے بلند کر کے ادب کی سطح پر لے آتی ہے۔

رپورتاژ نگاری کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ یہ اپنے قاری کو معمولی جزئیات کے ذریعے ایک وسیع تر تہذیبی اور سماجی فضا میں داخل کر دیتی ہے۔ یہ جزئیات کسی بھی سماجی مظہر، واقعے یا کردار کو صرف بیان کرنے کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ذریعے معاشرتی ڈھانچوں، رویوں اور نفسیات کی عکاسی کی جاتی ہے۔ قاری کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود منظر کا حصہ ہے، نہ کہ صرف اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ رپورتاژ نگار چھوٹی چھوٹی علامتوں، حرکات، چہروں کے تاثرات اور ماحول کی کیفیات کے ذریعے تہذیبی شعور کو اجاگر کرتا ہے۔

اگرچہ رپورتاژ میں ذاتی مشاہدہ اور جذبہ اہمیت رکھتے ہیں، مگر ایک اچھا رپورتاژ نگار توازن قائم کرتا ہے۔ وہ خود کو مکمل طور پر منظر سے علیحدہ نہیں کرتا، لیکن اپنی تحریر میں اس قدر "خود" کو بھی داخل نہیں ہونے دیتا کہ سچائی دھندلا جائے۔ رپورتاژ نگار کا مشاہدہ جتنا گہرا ہوتا ہے، اتنی ہی سچائی اس کے بیان میں عیاں ہوتی ہے۔ اس کا اسلوب غیر جانبداری کو متاثر کیے بغیر جذبات کو قاری تک منتقل کرتا ہے۔

"رپورتاژ نگار کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ تحریر میں وہ جذبات کے ساتھ کہاں کھڑا ہے اور کہاں محض ناظر ہے"۔(4)

یہی شعور رپورتاژ کو صحافت سے جدا اور ادب سے قریب کر دیتا ہے۔

رپورتاژ نگاری محض واقعات کی جمالیاتی پیش کش نہیں بلکہ ایک فکری بیانیہ بھی ہے۔ یہ صنف سماج سے ایک مکالمہ قائم کرتی ہے۔ مصنف نہ صرف واقعے کا بیان کرتا ہے بلکہ اس سے جڑے سوالات، تضادات اور مسائل کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ وہ قاری کو محض "باخبر" نہیں بلکہ "باشعور" بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی فکری مکالمہ رپورتاژ کو اس کی صنفی شناخت عطا کرتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اردو رپورتاژ نگاری کا ایک امتیازی وصف اس کا بیانیہ انداز ہے، جو عام صحافتی رپورٹنگ کے برعکس ایک تخلیقی ماحول قائم کرتا ہے۔ رپورتاژ نگار صرف واقعات کی ترتیب نہیں دیتا بلکہ بیانیہ کی مدد سے قاری کو واقعات کے قلب میں لے جاتا ہے۔ منظر نگاری کے ذریعے وہ مقام، وقت، کردار اور فضا کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ پڑھنے والا خود کو اس ماحول میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ رپورتاژ نگاری کا یہی پہلو اسے ایک "ادبی تجربہ" میں تبدیل کر دیتا ہے۔

"رپورتاژ نگاری کا سب سے اہم عنصر اس کا بیانیہ ہوتا ہے جو منظر کو زبان میں اس طرح گوندھ دیتا ہے کہ قاری کے سامنے پورا منظر زندہ ہو جاتا ہے۔"(5)

یہ انداز اس بات کی دلیل ہے کہ اردو رپورتاژ محض معلومات کا ذخیرہ نہیں بلکہ ایک جیتی جاگتی زبان کی مثال ہے۔

اردو رپورتاژ میں مکالمہ نگاری ایک اہم فنی تکنیک کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ کرداروں کے درمیان ہونے والی گفتگو یا خود رپورتاژ نگار کے تاثرات کو مکالماتی انداز میں پیش کرنا تحریر کو زندگی بخشتا ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف کردار کی نفسیات بلکہ اس کی فکری حالت بھی واضح ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ **"داخلی صوت"** یعنی مصنف کی ذاتی آواز یا تاثر بھی اکثر نمایاں ہوتا ہے، جو تحریر کو فکری گہرائی عطا کرتا ہے۔

رپورتاژ نگاری میں طنز و مزاح کا استعمال بھی ایک ممتاز خصوصیت ہے۔ یہ طنز و مزاح محض دل لگی کے لیے نہیں بلکہ فکری و سماجی تضادات کو اجاگر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اردو رپورتاژ نگار اکثر نکتہ چینی کے لیے طنز کو بطور ہتھیار برتتا ہے۔ اس سے ایک طرف قاری کی توجہ جڑتی ہے، دوسری طرف وہ تفکر پر بھی مجبور ہوتا ہے۔

"رپورتاژ نگار اگر طنز کا استعمال نہ کرے تو اس کا مشاہدہ ادھورا اور اسلوب بے جان معلوم ہوتا ہے"۔(6)

اردو رپورتاژ نگاری میں زبان کی سادگی اور فطری روانی ایک مرکزی وصف ہے۔ رپورتاژ نگار غیر ضروری الفاظ، پیچیدہ تراکیب یا گنجلک جملوں سے گریز کرتا ہے اور ایسی زبان استعمال کرتا ہے جو عام فہم، جاذب اور پر اثر ہو۔ تاہم، یہ سادگی سطحی نہیں ہوتی بلکہ اس میں جذبے کی شدت، فکری عمق اور تخلیقی تاثیر پنہاں ہوتی ہے۔

کرشن چندر اردو کے اولین ادیبوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے رپورتاژ کو ادبی حیثیت عطا کی۔ ان کی تحریروں میں نہ صرف مشاہداتی سچائی ہے بلکہ زبان کا جمالیاتی حسن بھی موجود ہے۔ کرشن چندر نے رپورتاژ کو سیاسی، سماجی اور تہذیبی موضوعات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ ان کی تحریروں میں جزئیات نگاری، منظر کشی، اور داخلی تاثر کی ہم آہنگی موجود ہے۔ ترقی پسند تحریک کے تحت ان کا بیانیہ عوامی دکھوں اور محرومیوں کو بڑے تخلیقی انداز میں پیش کرتا ہے۔

"کرشن چندر کے ہاں رپورتاژ نگاری کسی نعرہ بازی کا نام نہیں بلکہ ایک ایسی فکری اور تخلیقی کوشش ہے جو فرد اور سماج کے تعلق کو واضح کرتی ہے"۔(7)

منٹو اردو افسانہ نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں، لیکن ان کی بعض تحریریں جیسے **"سیاہ حاشیے"** یا تقسیم ہند سے متعلقہ بیانات، رپورتاژ کی حدود میں آتی ہیں۔ وہ جس بے باکی سے مشاہدہ پیش کرتے ہیں اور اسے داخلی سچائی سے جوڑتے ہیں، وہ رپورتاژ نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ منٹو کے یہاں رپورتاژ کسی جذباتی ردعمل کا نام نہیں بلکہ حقیقت کے برہنہ اظہار کا فن ہے۔

احمد ندیم قاسمی کی تحریروں میں رپورتاژ نگاری کا ایک منفرد انداز دکھائی دیتا ہے۔ وہ روزمرہ کے تجربات، گاؤں کی زندگی، اور سماجی پیچیدگیوں کو ایسی سادہ مگر موثر زبان میں پیش کرتے ہیں کہ قاری خود کو اس منظر کا حصہ محسوس کرتا ہے۔ ان کی زبان میں ایک داخلی تہذیبی جمالیات جھلکتی ہے جو رپورتاژ کو محض بیانیہ نہیں رہنے دیتی بلکہ ادبی تجربے میں بدل دیتی ہے۔

محمود شام، حسن نثار، اور منو بھائی جیسے جدید کالم نگاروں نے اردو رپورتاژ کو معاصر صحافت میں نئی شناخت دی۔ ان کے یہاں روزمرہ مسائل، سیاسی تبصرے، اور سماجی تنقید کا ایسا امتزاج پایا جاتا ہے جو رپورتاژ نگاری کو ادبی صحافت کی نئی شکل عطا کرتا ہے۔ ان کی تحریروں میں نہ صرف معلومات کا خزانہ ہوتا ہے بلکہ فکری محرکات بھی کارفرما ہوتے ہیں۔

"جدید رپورتاژ نگار اپنے مشاہدے کو فکر کے قالب میں ڈھال کر قاری کو نہ صرف آگاہ کرتا ہے بلکہ بیدار بھی کرتا ہے"۔(8)

ادبی تنقید میں رپورتاژ نگاری کا مقام ابتدا میں غیر واضح تھا۔ اس صنف کو طویل عرصے تک محض صحافتی تحریر سمجھا گیا۔ تاہم وقت کے ساتھ ادبی نقادوں نے اس کی جمالیاتی اور فکری جہات کو تسلیم کرنا شروع کیا۔ کئی اہم ناقدین نے اس پر روشنی ڈالی کہ رپورتاژ نگاری میں وہ تمام عناصر پائے جاتے ہیں جو کسی بھی معیاری نثری صنف کی بنیادی ضرورت ہوتے ہیں—جیسے کہ بیانیہ تسلسل، کردار نگاری، منظر نگاری، فکری گہرائی اور لسانی روانی۔

"ادبی تنقید نے رپورتاژ کو پہلے صرف صحافتی نگارش کا درجہ دیا لیکن جب اس میں تخلیقی اسلوب، فکری مواد، اور فنی تنوع نظر آنے لگا تو اسے نثری اصناف کی فہرست میں جگہ ملی"۔(9)

تنقید نگاروں نے رپورتاژ کے اسلوب، زبان، اور اظہار کے طریقوں پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی ادبی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اسلوبیاتی سطح پر رپورتاژ وہ صنف بن چکی ہے جو جذبات اور فکر کو زبان کے تخلیقی پیرائے میں بیان کرتی ہے۔ وہ رپورتاژ جو اپنے بیانیہ میں ادبی بصیرت رکھتی ہے، اسے تنقید میں افسانے یا خاکے کے برابر حیثیت دی جاتی ہے۔ اردو تنقید نے جیسے جیسے صنفِ نثر کی وسعت کو تسلیم کیا، ویسے ویسے رپورتاژ کو بھی ایک باضابطہ نثری صنف کی حیثیت ملتی گئی۔ آج یہ محض خبروں کی ادبی تشریح نہیں بلکہ ایک فکری مکالمہ، جمالیاتی اظہاریہ اور صحافتی تحریر کے درمیان ایک متوازن ادبی صنف بن چکی ہے۔

"جب اردو ادب میں صنفِ نثر کا دائرہ وسیع ہوا تو رپورتاژ نے بھی خود کو اس دائرے میں مؤثر طور پر منوایا"۔(10)

چند معروف ناقدین، جیسے گوپی چند نارنگ، شمیم حنفی، اور ڈاکٹر سلیم اختر نے اپنی تحریروں میں رپورتاژ کی ادبی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ وہ اس صنف کو جدید اردو نثر کی ایک متحرک اور تجرباتی صنف سمجھتے ہیں، جو ادب کو روزمرہ زندگی سے جوڑنے کی قدرت رکھتی ہے۔

اردو ادب میں رپورتاژ نگاری اب محض صحافتی صنف نہیں رہی، بلکہ اس نے اپنی ایک ادبی شناخت قائم کرلی ہے۔ یہ صنف اب اردو نثر کے فکری، جمالیاتی اور فنی خدوخال کا اہم حصہ بن چکی ہے۔ اس میں موجود بیانیہ قوت، مشاہداتی وسعت اور لسانی اظہار کی تنوع پذیری نے اسے صنفِ نثر کی ایک مستحکم صورت میں ڈھال دیا ہے۔ اردو رپورتاژ اب ایک ایسی صنف کے طور پر جانی جاتی ہے جو بیک وقت صحافت، ادب، اور سماجی شعور کی نمائندگی کرتی ہے۔

"رپورتاژ نے ادب اور صحافت کے مابین جو پُل قائم کیا ہے، وہ اردو نثر کے لیے ایک قیمتی اضافہ ہے"۔(11)

اردو رپورتاژ نگاری صرف مشاہداتی تحریر کا نام نہیں بلکہ اس میں فکری جہات، سماجی تنقید اور تہذیبی مکالمے کی وہ صلاحیت ہے جو قاری کو ایک داخلی شعور سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس صنف کے ذریعے نہ صرف فرد کی داخلی دنیا اجاگر ہوتی ہے بلکہ اجتماعی شعور، روایت، سیاست اور ثقافت بھی زیرِ بحث آتی ہے۔ یہی کثیر المعنویت اسے دیگر نثری اصناف سے ممتاز کرتی ہے۔

معاصر اردو ادب میں رپورتاژ نگاری کے کئی نئے امکانات ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ سوشل میڈیا، ڈیجیٹل صحافت، اور وی لاگ جیسے ذرائع نے جس طرح بیان کی نئی صورتوں کو جنم دیا ہے، اس کا اثر اردو رپورتاژ پر بھی پڑا ہے۔ اب رپورتاژ نگاری صرف تحریری صورت تک محدود نہیں، بلکہ بصری اور سمعی اظہار کی شکل میں بھی سامنے آ رہی ہے۔ تاہم، روایتی رپورتاژ نگاری کی ادبی اہمیت بدستور قائم ہے۔

اردو تنقید اور جامعاتی تحقیق میں رپورتاژ نگاری پر کام بڑھ رہا ہے، جس سے اس صنف کی سنجیدہ علمی حیثیت مزید مستحکم ہو رہی ہے۔ مختلف جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر اس صنف کو موضوعِ تحقیق بنایا جا رہا ہے، جو اس کی تنقیدی اور تدریسی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

رپورتاژ نگاری اردو ادب کی ایک منفرد اور تخلیقی صنف ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ارتقاپذیر رہی ہے۔ اس میں موجود بیانیہ، فکری گہرائی، تہذیبی شعور اور اسلوبیاتی رنگارنگی نے اسے اردو نثر کی ایک مکمل صنف کے طور پر تسلیم کروا دیا ہے۔ مستقبل میں اس صنف کی ترقی کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ اردو لکھنے والے کس قدر اس کے اظہار کو نئے ذرائع، نئے مضامین اور نئے اسالیب کے ذریعے آگے بڑھاتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

حوالہ جات

1. فرید احمد خان، مرتب، فرید اللغات: اردو جدید (لاہور: نجیب رامپوری ملک بک ڈپو)، ص472
2. سامیہ کومل، ترقی پسند ادیبوں کے رپور تاژ: اہم دبی دستاویزات (ایم فل کا غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، 2017)، ص12
3. عبد العزیز، "اردو رپور تاژ نگاری" *مجلہ خانخاناں*، اردو بازار، دہلی، 1977ء، ص14
4. نورالحسن نقوی، تاریخِ ادبِ اردو (علی گڑھ: ایجو کیشنل بک ہاؤس، 1997ء)، ص410
5. سامیہ کومل، ترقی پسند ادیبوں کے رپور تاژ: اہم دبی دستاویزات، ص12
6. امتیاز حسین بلوچ، ڈاکٹر، اردو رپور تاژ: فن اور روایت (اسلام آباد: نمل پرنٹنگ پریس، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، 2002)، ص155
7. سامیہ کومل، ترقی پسند ادیبوں کے رپور تاژ: اہم دبی دستاویزات، ص12
8. ظہور احمد اعوان، ڈاکٹر، داستانِ تاریخِ رپور تاژ نگاری، جلد اول، ص50
9. قمر رئیس اور عاشور کاظمی، مرتبین، ترقی پسند ادب: پچاس سالہ سفر، "ترقی پسند تحریک اور رپور تاژ" از عبد العزیز (لاہور: الف ڈی پرنٹرز، 1994)، ص534
10. خلیل الرحمٰن اعظمی، اردو ترقی پسند ادبی تحریک (علی گڑھ: ایجو کیشنل بک ہاؤس، 1984)، ص235
11. سامیہ کومل، ترقی پسند ادیبوں کے رپور تاژ: اہم دبی دستاویزات، ص*26*